سرکاری رپورٹ بارہواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ 31 جنوری 1996ء بمطابق 10 رمضان المبارک 1416 ہجری

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱۔	آغاز تلاوت قرآن پاک وترجمہ	۱
۲۔	وقفہ سوالات (سوالات موخر کیئے گئے)	۲
۳۔	رخصت کی درخواستیں	۵
۴۔	مشترکہ قرارداد نمبر ۱۱ منجانب میر محمد اکرم بلوچ (منظور)	۷
۵۔	قرارداد نمبر ۱۲ منجانب ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (منظور)	۱۰
۶۔	چیئرمین مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا (تحریک قاعدہ نمبر ۱۸۰ کے تحت منظور کی گئی)	۱۷
۷۔	قانون سازی، زرعی آمدن ٹیکس کا مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۹۶ء پیش ہوا۔	۲۰

جلد بارہواں شمارہ ہشتم

(الف)

1- جناب اسپیکر __________ عبدالوحید بلوچ

2- جناب ڈپٹی اسپیکر ________ ارجن داس بگٹی

1- سیکریٹری اسمبلی _________ اختر حسین خاں

2- جوائنٹ سیکریٹری (قانون) _____ عبدالفتاح کھوسہ

(ب)

صوبائی کابینہ کے ارکان

۱۔ نواب ذوالفقار علی مگسی	پی بی ۲۶ جھل مگسی	وزیر اعلیٰ
۲۔ جام محمد یوسف	پی بی ۳۴ لسبیلہ	سینئر وزیر
۳۔ شیخ جعفر خان مندوخیل	پی بی ۱۴ ژوب	وزیر خزانہ
۴۔ میر عبدالنبی جمالی	پی بی ۲۰ جعفر آباد I	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
۵۔ ملک گل زمان کانسی	پی بی ۲ کوئٹہ II	وزیر ترقیات و منصوبہ بندی
۶۔ میر عبدالمجید بزنجو	پی بی ۳۲ آواران	وزیر لائیو اسٹاک
۷۔ ملک محمد شاہ مردانزئی	پی بی ۱۳ ژوب قلعہ سیف اللہ	حج و اوقاف زکوٰۃ
۸۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ	پی بی ۳۷ تربت I	وزیر تعلیم
۹۔ مسٹر محمد ایوب بلیدی	پی بی ۳۸ تربت II	وزیر مال / ایکسائز
۱۰۔ مسٹر محمد اکرم بلوچ	پی بی ۳۹ تربت III	وزیر اطلاعات کھیل و ثقافت
۱۱۔ مسٹر کچکول علی بلوچ	پی بی ۳۶ پنجگور	وزیر ماہی گیری
۱۲۔ مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی	پی بی ۹ قلعہ عبداللہ II	وزیر آبپاشی و ترقیات
۱۳۔ ڈاکٹر کلیم اللہ	پی بی ۱ کوئٹہ I	ایس اینڈ جی اے ڈی و قانون
۱۴۔ مسٹر عبیداللہ بابت	پی بی ۱۱، لورالائی	وزیر جیل خانہ جات
۱۵۔ مسٹر عبدالقہار ودان	پی بی ۸، قلعہ عبداللہ I	وزیر جنگلات
۱۶۔ سردار ثناءاللہ زہری	پی بی ۳۰، خضدار I	وزیر بلدیات
۱۷۔ میر اسرار اللہ زہری	پی بی ۲۹ قلات	وزیر زراعت
۱۸۔ حاجی میر لشکری خان رئیسانی	پی بی ۲۴ بولان I	وزیر انڈسٹریز معدنیات
۱۹۔ نوابزادہ گزین خان مری	پی بی ۱۸ کوہلو	وزیر داخلہ
۲۰۔ نوابزادہ چنگیز خان مری	پی بی ۱۶ سبی	مواصلات و تعمیرات
۲۱۔ میر خان محمد خان جمالی	پی بی ۲۱ جعفر آباد II	وزیر خوراک
۲۲۔ سردار نواب خان ترین	پی بی ۱۷ سبی / زیارت	وزیر بیاڈواسا
۲۳۔ سردار محمد طاہر خان لونی	پی بی ۱۰ الورالائی I	وزیر صحت

۲۴۔	مسٹر طارق محمود کھیتران	پی بی ۱۲ بارکھان	وزیر خاندانی منصوبہ بندی
۲۵۔	مسٹر سعید احمد ہاشمی	پی بی ۳ کوئٹہ III	مشیر وزیر اعلیٰ
۲۶۔	ملک محمد سرور خان کاکڑ	پی بی ۷ پشین II	وزیر بے محکمہ
۲۷۔	عبدالوحید بلوچ	پی بی ۴ کوئٹہ IV	اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی
۲۸۔	ارجنداس بگٹی	ہندو اقلیت	ڈپٹی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ۔

اراکین اسمبلی

۲۹۔	حاجی تخی دوست محمد	پی بی ۵ چاغی
۳۰۔	مولانا سید عبدالباری	پی بی ۶ پشین I
۳۱۔	مولانا عبدالواسع	پی بی ۱۵ قلعہ سیف اللہ
۳۲۔	نوابزادہ سلیم اکبر بگٹی	پی بی ۱۹ ڈیرہ بگٹی
۳۳۔	میر ظہور حسین خان کھوسہ	پی بی ۲۲ جعفر آباد / نصیر آباد
۳۴۔	مسٹر محمد صادق عمرانی	پی بی ۲۳ نصیر آباد
۳۵۔	سردار میر چاکر خان ڈومکی	پی بی ۲۵ بولان II
۳۶۔	نواب عبدالرحیم شاہوانی	پی بی ۲۷ مستونگ
۳۷۔	مولانا محمد عطاء اللہ	پی بی ۲۸ قلات / مستونگ
۳۸۔	مسٹر محمد اختر مینگل	پی بی ۳۱ خضدار II
۳۹۔	سردار محمد حسین	پی بی ۳۳ خاران
۴۰۔	سردار محمد صالح خان بھوتانی	پی بی ۳۵ لسبیلہ II
۴۱۔	سید شیر جان	پی بی ۴۰ گوادر
۴۲۔	مسٹر شوکت ناز مسیح	عیسائی
۴۳۔	مسٹر سترام سنگھ	سکھ پارسی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 31 جنوری 1996ء بمطابق 10 رمضان المبارک 1416 ہجری

بروز بدھ بوقت ساڑھے گیارہ بجے صبح

زیر صدارت جناب محمد صادق عمرانی بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى
النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْلِيَآءُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُهُمْ مِنَ
النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ

ترجمہ :- اللہ ایمان والوں کا حامی و مددگار ہے کہ ان کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاتا ہے اور جو لوگ دین حق سے منکر ہیں ان کے حمایتی شیطان ہیں کہ ان کو ایمان کی روشنی سے نکال کر کفر کی تاریکیوں میں دھکیلتے ہیں۔ یہی لوگ دوزخی ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

وقفہ سوالات

جناب محمد صادق عمرانی (پریزائیڈنگ آفیسر) :

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : میر ظہور حسین کھوسہ سوال نمبر 308 دریافت فرمائیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : سوال نمبر 308 کا جواب بھی موصول نہیں ہوا ہے۔

جناب سعید احمد ہاشمی (مشیر برائے وزیر اعلیٰ) : جناب سوالات کے جوابات اس ہڑتال کی وجہ سے نہیں آئے ہیں اگلے اجلاس تک موخر کریں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : میر ظہور حسین خان کھوسہ کا سوال نمبر 308 اگلے اجلاس تک کے لئے موخر کیا جاتا ہے۔ سوال نمبر 313 دریافت فرمائیں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال نمبر 313 میر ظہور حسین خان کھوسہ

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب شروع کے دنوں میں تو جواب ہمیں کچھ دیئے ہیں حالانکہ اس مالیات کا جواب کیوں نہیں دے رہے ہیں انہوں نے ڈیفر کیا تھا کہ اس اجلاس میں جواب دے دیں گے پھر اس کا جواب کیوں نہیں دے رہے ہیں؟

مسٹر کچکول علی بلوچ (وزیر) : جناب وزیر قانون تو نہیں ہیں۔ لیکن آپ کو پتہ ہے کہ ہڑتال آج بالکل ختم ہوئی ہے۔ انشاء اللہ اگر یہ اجلاس چلتے رہے تو ہم ان کو ایک ہفتے کے اندر جواب دے دیتے۔ اور دوسرے اجلاس میں جواب دیں گے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اس بات پر مولانا باری سے بھی جناب اسپیکر کو یاداشت پیش کی تھی۔ اور یہی سلسلہ تھا اس کے جواب کی ضرورت بھی

نہیں ہے اس کو وزیر صاحب بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کو ایک اریگیشن اور ایگری کلچر کی مد میں ایک کروڑ روپیہ ملا ہے یا نہیں ملا ہے ترقیاتی کام کے لئے ایسا سوال نہیں ہے کہ آپ اس کا جواب نہ دے سکیں۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ کیا آپ کو ترقیاتی مد میں ایک کروڑ ملا ہے یا نہیں ملا ہے۔

مسٹر کچکول علی بلوچ (وزیر) : جناب اس کے لئے جو پارلیمنٹ کے آداب ہیں اس کا جواب تحریرا" لکھنا چاہئے۔ یہ تو Of the recard بات ہوگی وہ صبر کرلیں ان کو تحریری جواب مل جائے گا۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر! کیا میں وزیر صاحب سے ویسے پوچھ سکتا ہوں ان کو ترقیاتی کاموں کے لئے ایک کروڑ روپیہ ملا ہے یا نہیں ملا ہے۔ ویسے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔

مسٹر کچکول علی بلوچ (وزیر) : اس کا جواب یہ ہے آپ میرے آفس میں آجائیں میں آپ کو بتادوں گا۔

عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) : جناب اس کا صحیح جواب تو یہ ہونا چاہئے اس کا ہمیں ابھی تک پتہ بھی نہیں ہے۔ کہ کس کو ملا ہے اس کی جو مثال ہے مرکزی حکومت کے طریقہ کار کو اپنایا جائے گا جیسے مرکزی حکومت میں ہو رہا ہے وہی پالیسی ہم یہاں پر بھی اختیار کریں گے یہ بڑی بات نہیں ہے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر صاحب اگر کوئی غلط کام کرے کیا اس کے لئے ضروری ہے ہم اس کو Follow کریں۔ ہماری روایت نہیں ہے کہ شروع سے ہم حزب اختلاف کو نظرانداز کریں۔ بلوچستان صوبائی حکومت کی روایت ہے کہ وہ حزب اختلاف کو نظرانداز نہیں کرتی ہے تو اس دفعہ کیوں کیا ہم اپنے حلقے کے منتخب نمائندے نہیں ہیں چاہے جمعیت کے ہوں۔ پیپلز پارٹی کے ہوں۔ چاہے دوسرے پارٹی جمہوری وطن کے ہوں اس طرح کیوں ہے۔ نظرانداز کیا جارہا ہے ان کو تو ڈیڑھ

کروڑ روپے اور ہمارے حزب اختلاف کو پچاس لاکھ روپے۔

مسٹر کچکول علی بلوچ (وزیر) : جناب عالی بلوچستان میں کچھ کام ایسے ہیں کہ ہم پارلیمنٹ سے ہٹ کر روایات کے تحت کرلیں گے۔ مگر اس کی کوئی قانونی اور آئینی حیثیت نہیں ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : مسٹر کچکول صاحب چونکہ جواب تحریری طور پر موصول نہیں ہوا ہے اس سوال کو اگلے اجلاس تک کے لئے موخر کیا جاتا ہے۔ اس پر بحث نہیں کی جاتی ہے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : شکریہ۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : تو اگلا سوال ہے 336 مولانا عبدالباری صاحب کا چونکہ مولانا صاحب موجود نہیں ہیں اس سوال کو اگلے اجلاس تک موخر کیا جاتا ہے۔

مسٹر کچکول علی بلوچ (وزیر) : جناب اس کو موخر نہ کیا جائے وہ قصداً نہیں آیا ہے وہ خود سوال پوچھنے نہیں آئے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : جب جواب ہی نہیں ہے اگلے اجلاس تک موخر کیا جاتا ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : تو اگلا سوال ہے مولانا عبدالباری صاحب کا 335 اگلے اجلاس تک موخر کیا جاتا ہے۔ سوال نمبر345 اگلے اجلاس تک موخر کیا جاتا ہے۔ سوال 347 اگلے اجلاس تک کے لئے موخر کیا جاتا ہے۔ جواب بھی نہیں ہے سیکریٹری بھی موجود نہیں ہے۔ قائد ایوان نے کہا تھا کہ سیکریٹری موجود ہوں۔ تو سیکریٹری اسمبلی لکھیں کہ محکمہ کے متعلقہ سیکریٹری موجود ہونے چاہئیں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : اگلا سوال ہے 345 یہ موخر کیا جاتا ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال 358 اس سوال کو اگلے سیشن تک موخر کیا جاتا ہے۔ جناب پریزائیڈنگ آفیسر سوال نمبر 359-

سردار سترام سنگھ : سوال نمبر 359 جناب وزراء صاحب یقین دہانی کرائیں کے اگلے اجلاس میں بھی ان کے جوابات آئیں گے یا نہیں آئیں گے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) : جناب جس طرح آپ کو معلوم ہے کہ یہ ہڑتال آج رات سے ختم ہوئی ہے کچھ کام سے آج آئے ہوں گے۔ کچھ بعد میں آئیں گے باقاعدہ کام کل سے شروع ہوگا تو اگر اس کا تسلسل رہا تو ہفتے کے اندر جواب آئیں گے اور اگلے اجلاس تک تو آجائیں گے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال نمبر 360 جناب سترام سنگھ کا ہے یہ سوال یہ جواب ہوگا یہ تمام سوال اگلے اجلاس تک موخر کئے جاتے ہیں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : رخصت کی درخواستیں سیکریٹری اسمبلی پیش کریں۔

(رخصت کی درخواستیں)

اختر حسین خاں (سیکریٹری اسمبلی) : جناب محمد سرور کاکڑ صوبائی وزیر نے 24 جنوری سے 21 جنوری تک رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : جام محمد یوسف صاحب سینیئر وزیر سرکاری کام کے سلسلے میں کراچی تشریف لے گئے ہیں انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : سردار ثناء اللہ زہری صاحب وزیر بلدیات کوئٹہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : ملک گل زمان صاحب صوبائی وزیر نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : میر طارق محمود کھیتران صاحب صوبائی وزیر نے آج سے 3 فروری 96ء تک اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : میر عبدالمجید بزنجو صاحب سرکاری دورے پر ملک سے باہر تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے 14 جنوری سے 25 جنوری تک اجلاس سے

رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : نواب عبدالرحیم شاہوانی صاحب نے نجی مصروفیات کی بناء پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : مشترکہ قرار داد نمبر 11 میر محمد اکرم بلوچ صاحب پیش کریں۔

محمد اکرم بلوچ وزیر اطلاعات و ثقافت : یہ کہ، مکران اسکاؤٹس مکران کے علاقے میں جنگلات کو جس بے دردی سے ختم کر رہا ہے جس کی وجہ سے مکران کے ماحولیات اور موسمیات پر برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ مکران اسکاؤٹس کو پابند کرے کہ وہ مکران کے علاقے میں جنگلات کی کٹائی کا سلسلہ فوری طور پر بند کرے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : قرار داد یہ ہے کہ مکران اسکاؤٹس مکران کے علاقے میں جنگلات کو جس بے دردی سے ختم کر رہا ہے جس کی وجہ سے مکران کے ماحولیات اور موسمیات پر برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ مکران اسکاؤٹس کو پابند کرے کہ وہ مکران کے علاقے میں جنگلات کی کٹائی

کا سلسلہ فوری طور پر بند کرے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : محرک اپنی تحریک کے بارے میں کچھ بولنا چاہتے ہیں۔ وضاحت کریں۔

میر محمد اکرم بلوچ (وزیر) : جناب والا ! آپ کا بہت شکریہ آپ نے مجھے اس قرار داد پر کچھ بولنے کا موقع دیا۔ جناب جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے صوبائی حکومت ہر سال 80 کروڑ روپے جنگلات کے لئے مختص کرتی ہے۔ اور ہماری وفاقی حکومت کروڑوں نہیں بلکہ اربوں روپے محکمہ جنگلات اور شجرکاری پر خرچ کرتی ہے کل پرسوں کے اخباروں میں میں نے دیکھا کہ زرداری صاحب نے بھی اجلاس بلایا جس میں بیس کروڑ روپے ماحولیات کو ٹھیک کرنے پر خرچ کر رہے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ جنگلات ہمارے ماحول اور ماحولیات پر اس سے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اور ہماری وفاقی حکومت اس پر کروڑوں روپے خرچ کرتی ہے یہ ہر سال ہمارے صدر محترم وزیراعظم اور وزیر اعلیٰ اور وزراء شجرکاری کا افتتاح کرکے پودے لگاتے ہیں اور لوگوں کو بھی یہی پیغام دیتے ہیں کہ ایک پودا لگائے اگر یہ ایک پودا لگ جائے تو ماحولیات پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ جناب اسپیکر یہ جنگلات نہ صرف چرند پرند اور جنگلی جانوروں کی ضروریات ہیں بلکہ اس کی انسان کو بھی ضرورت ہے۔ ہم نے تو ان چرند پرند اور جنگلی جانوروں کے گھر اور گھونسلے تباہ کئے اور ان کو کافی حد تک متاثر کیا ہے اور ہم نے یہ نہیں سوچا ہے کہ یہ بھی ہمارے زندہ انسانوں کی ضروریات ہیں کیونکہ قدرت نے نیچر کو اس طرح بنایا ہے کہ یہ بھی جنگلات بھی ہماری ضرورت ہے۔ جہاں درخت زیادہ ہوں گے وہاں ان کے دوست بادل اور بارش ہوں گے جہاں بارش ہوگی وہاں پانی ہوگا جب پانی ہوگا تو نہ صرف زراعت کے لئے بلکہ پینے کے لئے بھی پانی میسر ہوگا۔ جب جنگلات نہیں ہوں گے بارش نہیں ہوں گے جنگلات بھی نہیں ہوں گے۔ نہ صرف یہ کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کرے گی۔ ہمیں آکسیجن دیتے ہیں اور

جنگلات سے مناظر بہت دلکش لگتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر جنگلات پر اچھے اچھے پھل بھی لگتے ہیں اس طرح ہمارے علاقے میں مکران اسکاوٹ نے تمام جنگلات کو تباہ کر دیا ہے۔ کیونکہ وہاں ان کو بطور ایدھن استعمال کر رہے ہیں جب ہماری پارٹی نے ایک یاداشت کے طور پر وہاں کے کمشنر کو دے دیا اس پر عمل در آمد نہیں ہوا۔ تو میری اس حوالے سے قرارداد ہے کہ اس پر غور ہو۔ اس پر کارروائی وہ اور پابند کیا جائے اور جنگلات کو نہ کاٹیں وہاں کے ماحول متاثر نہ ہوں۔ اس طرح افغان مہاجرین کی وجہ سے پیر علی زئی اور گردی جنگل میں جنگلات تباہ کئے گئے ہیں۔ تو اب سوچنا ہے یہ کہ ہم کروڑوں روپے اربوں روپے جنگلات پر خرچ کر رہے ہیں تو دوسری طرف وہی ادارے ہمارے حکومتی ادارے وہ اس پر عمل نہ کریں۔ اور وہاں کے عام لوگ جو ان کی افادیت سے بالکل ناواقف ہو کر اب تک روزگار کا ذریعہ بنایا ہے نہ صرف خشک بلکہ جو پودے لگتے ہیں وہ بھی کاٹ دیتے ہیں۔ جناب اسپیکر آپ جانتے ہیں مہذب دنیا میں یہ پابندی عائد ہے کہ آپ پہلے ایک پودا لگائیں جب پودا لگ جاتا ہے تو پھر آپ دوسرا کاٹ سکتے ہیں۔ خیر ہم مہذب دنیا کی بات نہیں کرتے ہیں۔ یہاں جو خود قانون بناتے ہیں جو اربوں روپے اور کروڑوں روپے اس پر خرچ کرتے ہیں۔ اس پر ہم خود پابند رہیں۔ اور قرارداد کو منظور کیا جائے شکریہ۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : کوئی اور صاحب اس قرارداد پر بولنا چاہیئے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ کہ ہمارا صوبہ پہلے ہی جنگلات سے محروم ہے۔ مختصر سے جنگلات ہیں۔ پیر علی زئی میں اور مکران میں یا زیارت میں اس کے تحفظ کا کوئی بندوبست ہو اس کا ماحولیات کے محکمہ نے اس کا پروگرام کیا ہوا ہے کہ وہ سوئی گیس کے سلنڈر وغیرہ دیتے ہیں۔ اس طرح سے جہاں بھی جنگلات ہیں تو ان علاقوں میں ہماری سوئی گیس کے سلنڈر مہیا کرے۔ جناب مکران میں ماحولیات کو خراب کر رہے

ہیں پہلے وہاں خشکابہ علاقہ ہے وہاں برسات نہیں ہے۔ پانی نہیں ہے۔ اس کے کاٹنے اور بھی ماحول خراب ہو جائے گا۔ میں اس ایوان کے توسط سے کہتا ہوں اور مرکزی حکومت سے کہتا ہوں کہ وہاں جنگلات کو کاٹنے سے روکے اور ان کو گیس مہیا کرے اور اس طرح اس قرارداد میں ایک ترمیم پیش کرنا چاہوں گا اگر اجازت ہو۔ اگر پٹ فیڈر میں پانی وافر ہے وہاں پر ایک بڑا منصوبہ بنائے کہ ایک میل کے فاصلے پر جنگلات لگے۔ وہاں آب و ہوا ہے خراب ہے گرم ہے موسم صحیح ہو جائے گا تو میں عرض کروں گا کہ پٹ کے علاقے میں زیرو ٹیل سے لے کر آخر تک ایک میل کے فاصلے پر جنگلات لگائے جائیں۔ شکریہ۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد کو منظور کی جائے۔

(قرارداد منظور کی گئی)

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب میں نے ترمیم پیش کی تھی۔؟

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : اس کے لئے آپ ایک علحیدہ قرارداد پیش کریں۔

جناب چیئرمین : ڈاکٹر عبدالمالک قرارداد نمبر12 پیش کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر تعلیم) : میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت کو نیشنل ایجوکیشن ٹسٹنگ سروس کے قیام کے سلسلے میں قانون سازی کی منظوری دے۔

جناب چیئرمین : قرارداد یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت کو نیشنل ایجوکیشن ٹیسٹنگ سروس N.E.T.C کے قیام کے سلسلے میں قانون سازی کی منظوری دے۔ وزیر موصوف اس سلسلے میں وضاحت کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر تعلیم) : جناب اسپیکر صاحب میرے اٹھتے ہی

مروانزئی صاحب نے کہا کہ "پتہ نہیں کیا ہے؟" میں انہیں سمجھاؤں گا کہ یہ کیا ہے۔ Basically ہم جب سے یہ الیکشنز ہوئے ہیں اور فیڈرل گورنمنٹ اور پراونشل گورنمنٹ نے دونوں نے اس مسئلے کو سنجیدگی سے سوچنا شروع کیا ہے کہ ملک میں خاص طور پر بلوچستان میں جو ایجوکیشن اسٹینڈرڈ ہے یا معیار تعلیم ہے وہ روز بروز اتنا نیچے گیا ہے کہ اب ہمیں اس کو تعلیم کہنا بھی ایک مشکل لفظ لگ رہا ہے۔ بہت سے Debates بہت سے سیمینارز Seminars اس سلسلے میں مختلف فورم میں ہوئی ہیں اور پچھلے دو سال سے جتنے ہمارے انٹر پراونشل ایجوکیشن منسٹرز Education Ministers Inter-provincial کی کانفرنس رہی ہے وہاں پر یہ ٹاپ ایجنڈے Top Agenda پر رہا ہے کہ ہم پاکستان میں کون سا سسٹم انٹروڈیوس Introduce کرلیں کہ جہاں سے ہم نقل کو یا مال پریکٹسنگ Mal-practicing جو ہو رہی ہے یا ایگزامینیشن سسٹم Examination System ہے اس کو ہم چیک کرسکیں۔ اس میں بڑی ڈسکشنز Discussions کے بعد ہم سب اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں کہ اس وقت معاشرتی طور پر نقل ہمارے لئے ایک عذاب ہے ایک وباء ہے اس کو ہم کونسا ٹرمز دے دیں جیسے کبھی کبھار ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب کہتا ہے کہ یہ وائرس ہے یا ایٹم بم ہے اس وقت ہم اس کے دہانے پر بیٹھے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ وہ پھٹ گیا ہے اس نے ہمارے سماج کو تباہ و برباد کردیا ہے کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک ہم نقل کو نہیں روکیں گے بلوچستان میں کوالٹی ایجوکیشن Quality Education ناممکن ہے۔ اور ایجوکیشن کا جو بنیادی اپروچ ہے وہ ہے نالج گین کرنا۔ ہم نے یہاں پر ایجوکیشن کو آگے ایک ڈگری تک ایک سرٹیفکیٹ تک محدود کیا ہے اور اس کے لئے ہم بھاگ دوڑ کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ سسٹم اس کو ہم انٹروڈیوس کرنے میں کامیاب رہے یہ ایک کنسٹی ٹیوشنل ریکوائرمنٹس ہے کہ پراونشل گورنمنٹس کنسٹی ٹیوشنل کلاز نمبر144 کے تحت فیڈرل گورنمنٹ کو جب یہ پروپوز کرتے ہیں تب وہ اس لیجسلیشن میں جائے گا

باقی صوبوں نے یہ پروپوزل دی ہے۔ اور اس کے بعد جب نیشنل ٹیسٹنگ سسٹم ایگزامینیشن سروس شروع ہوگی تو اس تمام انجینئرنگ کالج تمام پروفیشنل کالجز میڈیکل کالج اور یونیورسٹی میں جب تک آپ اس ایگزام کو کوالیفائی نہیں کریں گے تو آپ کو سیٹ نہیں ملے گی۔ بے شک For Example میں یہ مثال دوں گا کہ کوئٹہ میں کسی لڑکے کے آٹھ سو نمبر ہیں لیکن اگر اس نے یہ ٹیسٹنگ کوالیفائی نہیں کی ہے اس کو آٹھ سو پر نہیں ملے گا اگر کسی کے ساتھ سو ہیں اور اس نے اس کو کوالیفائی کی ہے تو اس کو ملے گا اور اس میں اگر کسی کے ذہن میں ہو کہ بھئی اس سے ہماری سیٹ کوئی لے جائے گی سیٹ بھی کوئی نہیں لے جائے گی سیٹ ہماری اسی بیسز پر ہوں گے لیکن districts With in the یا With in the divisional جو میرٹ ہوگی اس میں جو ہے تا اس سسٹم کو اولیت دی جائے گی جیسا کہ جتنے بھی سولائیزڈ کنٹریز ہیں ان میں ہے۔ یا یونیورسٹی میں کہ اب اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ اس کو پاکستان بیسز پر ایک ایجنسی اس کا امپلیمنٹ کرے گی۔ پھر لوگوں کے ذہن میں یہ سوال آئے گا کہ بلوچستان ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اپنے بورڈ کو ٹھیک نہیں کرسکا نیشنل ٹسٹنگ نہیں کرسکا نیشنل ٹیسٹنگ سسٹم بھی اسٹارٹ کرو گے تو اس کا بھی یہی حشر ہوگا یہی لوگ ہیں پھر نقل ہوگا پھر چیٹنگ ہوگی پھر سفارش ہوگی تو ہم چاروں صوبوں نے بشمول وفاقی حکومت نے آئی بی اے۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن ہے کراچی کا وہ اس تمام ٹیسٹنگ سسٹم کو مانیٹر کرنے کی ایجنسی ہوگی۔ وہ اپنی پالیسی بنائے گی کہ ہم سال میں کتنے دفعہ ڈسٹرکٹ لیول پر ڈویژن لیول پر ہم کہاں کہاں ٹیسٹ رکھیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے مجموعی ایجوکیشنز کے لئے اور خاص طور پر بلوچستان کے لئے یہ قرارداد بہت اہمیت رکھتی ہے اور میں اپنے دوستوں سے یہ گزارش کرتا ہوں۔

عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر آبپاشی) : پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر صاحب میں ان سے کچھ وضاحت طلب کروں گا۔

جناب چیئرمین : اچکزئی صاحب پہلے ان کو بولنے دیں اس کے بعد آپ ......

عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر آبپاشی) : نہیں میں صرف ایک وضاحت کرتا ہوں اور وہ وضاحت یہ ہے کہ جو سسٹم آپ پروپوز کر رہے ہیں یہاں پر وہاں پر بھی تو امتحان ہوگا آخر اس کی کیا گارنٹی ہے کہ وہاں پر نقل نہیں ہوگی۔ جس انسٹی ٹیوشن اور جس سسٹم کو آپ پروپوز کر رہے ہیں وہ نقل سے پاک کیسے ہوگی یعنی وہاں پر نقل نہیں ہوگی۔ اس کی وضاحت کیا ہے۔ وہاں پر بھی یہی امتحان ہوں گے وہاں پر بھی یہی لوگ ہوں گے یہی قصہ ہوگا۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (وزیر تعلیم) : جناب عبدالحمید خان اچکزئی صاحب ہم نے اس پر بھی غور کیا اس وقت پاکستان میں جو ویل ریپوٹڈ ایجنسیز ہیں وہ کچھ ہیں یا آج کل کراچی یونیورسٹی کا ڈاکٹر وہاب ہے اس نے تمام چیزوں کو سینٹرلائزڈ کیا اور کراچی کے تمام ایگزامینیشن وہ اپنے یونیورسٹی میں لیتا ہے اور پچھلے دنوں کچکول صاحب اس کے گواہ ہیں کہ اس نے جو ایل ایل ایم کی ایگزام دی تو میرے خیال میں اس کو گردن جھانکنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ اس کے بعد جو ہے نابلڈ ان انسٹی ٹیوشنز جو ہے نا وہ آپ کا کراچی کا انسٹی آف بزنس ایڈمنسٹریشنز ہے۔ اس کی اپنی ایک ریپوٹیشن ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ پاکستان میں وہ ریپوٹڈ ہے۔ وہ جب ٹیسٹ کنڈکٹ کریں گے وہ ذمہ داری سے کریں گے تو گنجائش ہے میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ہم جس سوسائٹی میں رہ رہے ہیں اس میں ہر چیز کی گنجائش ہے۔ لیکن اس کو اس طریقے سے اگر ہم اس کے ڈیٹیل میں چلے جائیں تو اس کے ڈیٹیل میں ایک بورڈ آف گونز ہوگی اس میں پاکستان بیسز Pakistan Basis پہ اگر اس کی ڈیٹیلز پوفیسرز کو بھی نمائندگی دی جائے گی ججز کو بھی نمائندگی دی جائے گی۔ سوسائٹی کے ہر مکتبہ فکر کو اس بورڈ میں ایک ایک نمائندگی دی جائے گی۔ اب ججز کا فیصلہ سپریم کورٹ کے جو ہے نا چیف جسٹس صاحب کریں گے یا یونیورسٹیز کے وائس چانسلر صاحب ہوں گے اس کمیٹی میں

یعنی اگر ہم اس کی ڈیٹیلز میں جائیں تو اس کو ہر حوالے سے بہتر فارم میں لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے اگر اس میں جتنی کمزوریاں ہوں گی اس پر بھی بلوچستان کا نمائندہ وہاں پر بیٹھا ہو گا اس کو ہم آئی ڈینٹیفائی کرلیں گے۔ لیکن یہ ہے کہ اس وقت میں اپنے دو سال ڈھائی سال میں میں نے جتنی کوشش کی باقی جگہوں میں مجھے تھوڑا بہت پھر بھی امپرومنٹ میں کامیابی ہو سکی ایگزامینیشن سسٹم کو بہتر کرنے میں میں سمجھتا ہوں کہ میں تو بری طرح ناکام ہو گیا ہوں۔ تین چار کمیٹیاں ہم نے بنائی ہیں کہ آپ اس پر بیٹھ کرکے کہ کیا ٹیچر خود نقل انٹروڈیوس کر رہا ہے۔ یا پیپر ہم اس قسم کی بناتے ہیں کہ بچے کو سوائے نقل کے اور کوئی چارہ نہیں ہے اس کو آبجیکٹو بنایا جائے سبجیکٹو بنایا جائے یا جو ہے نا ودن دی لائن پیپر فریم ورک کیا جائے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بلوچستان میں ہم نے جتنی کوشش کی ابھی تک ہمارے سامنے کوئی رزلٹ نہیں آیا۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اٹیمپٹ ہوگی جو وفاقی حکومت کے ساتھ تمام صوبوں نے انیشی ایٹ کی ہے اس قرارداد کو ہم منظور کریں تاکہ یہ قانونی ضرورت ہے وفاقی حکومت کی وہ پوری ہو سکے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر محکمہ S & GAD) : جناب اسپیکر ڈاکٹر مالک صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے۔ ایک سائیڈ سے دیکھا جائے تو یہ ہمارے لئے بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ بدبختی سے ہمارے تعلیم کا سسٹم اس حد تک بگڑ چکا ہے۔ کہ ہمیں آج تک یہ یقین نہیں آتا کہ ایک ایم اے پاس لڑکا ایک عام درخواست لکھ سکتا ہے یا نہیں اور آج کل بیسویں صدی میں مکمل ٹیکنیک ہے۔ ایجوکیشن کا دور ہے اس قوم نے اگر نقل پر انحصار کیا تو اس کی قسمت میں غلامی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ بہرحال ڈاکٹر صاحب جو فرما رہے ہیں کہ اس کو روکنے کی کافی کوشش کئے ہم نے بھی کوشش کی یونیورسٹیوں میں بلکہ اپنے سیاسی طور پر کوشش کی کہ نقل کی لعنت ختم ہو جائے لیکن ابھی تک اس میں قباحتیں موجود ہیں۔ شاید وہ پوری طرح ختم

نہیں کر سکے لہٰذا یہ اور قسم کی اسکریننگ ہوگی تاکہ نااہل لوگ جو سفارشوں کی یہاں تک بدبختی ہی کہ پیپر کا لیک آؤٹ ہونا پرچوں کا خریدیا نمبروں کا خریدنا نقل کرنا اور اوپر سے سفارش لانا وغیرہ وغیرہ مل ملا کر کے آپ یقین نہیں کر سکتے کہ کون آدمی حق دار ہے اور کون حق دار نہیں ہیں تو لہٰذا یہ اسکریننگ ہوگی اور ایک اچھی روایت ہے میرے خیال میں جس طرح ہمارے پبلک سروس کمیشن انٹرویو لیتی ہے۔ یہ اسی طرح پبلک سروس کمیشن کا شکل ہوگا۔ خدا کریں اس میں اہل اور ایماندار لوگ آجائے فرض کریں کہ اگر اس میں ایک دو آدمی ویسے بھی آجائے جو کہ اثر رسوخ کے تحت آتے ہو یا کمزور ہو تو تین چار اور ان کے ساتھی ہوں گے جو اس چیز کو قبول نہیں کریں گے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ یہ اسکریننگ اگر اچھی طرح سے لاگو کیا جائے تو کم از کم پچاس پرسنٹ سے زیادہ نااہل لوگ پیچھے رہ جائیں گے ہم اس کی پرزور تائید کرتے ہیں۔

میر محمد اکرم بلوچ (وزیر کھیل و ثقافت) : جناب اسپیکر! اس میں ایک بات انشور ہونی چاہئے۔ ویسے تو میں ڈاکٹر صاحب کی قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ کہ وہ کوٹہ متاثر نہ ہوں جو ڈسٹرکٹ وائز کوٹہ مخصوص ہے۔ تو ظاہر جو سیٹس ٹیکنیکل ہوتے ہیں یا میڈیکل کی سیٹس ہیں۔ دوسری بات یہ حقیقت ہے کہ اس میں ایک اور چیک ہوگی جہاں ایک لڑکا دوسرے کی جگہ بیٹھ کر جب امتحان دیتا ہے۔ یا کسی سفارش سے پاس ہو جاتا ہے۔ تو یہ ایک اور قسم کا چیک ہے۔ جیسے حمید خان صاحب نے اظہار خیال کیا کہ یہ یقین دہانی ہو کہ دوبارہ نقل نہ ہو یعنی یہ ایک کوشش ہے کہ اس کو کس طرح بہتر بنایا جائے اگر یہاں بھی کمزوری اور خامیاں ہوں گے تو اس کو ساتھ ساتھ دور کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر لڑکے پڑھتے نہیں اور محنت نہیں کرتے اگر یہ بات ان کے ذہن میں ہو کہ نہ کوئی سفارش چلتا ہے۔ نہ میری جگہ کوئی دوسرا بیٹھ کر امتحان دے سکتا ہے۔ انٹرویو یا ٹیسٹ مجھے خود جا کر دینا ہوگا جہاں نہ اپروچ ہوگا۔ میں اس قراداد کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : اور کوئی معزز رکن بولنا چاہے گا۔؟ اب سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد منظور کی جائے۔

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : جناب جام محمد یوسف چیئرمین برائے مجلس قائمہ مال خزانہ و ترقی قاعدہ نمبر180 کے تحت تحریک پیش کریں۔

میر محمد اکرم بلوچ (وزیر) : جناب اسپیکر چونکہ جام صاحب یہاں موجود نہیں اور اس کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی ہے۔

جناب چیئرمین : کیا انہوں نے آپ کو تحریری طور پر لکھ کر دیا ہے۔

میر محمد اکرم بلوچ (وزیر) : جی ہاں

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : اجازت ہے۔ لہٰذا آپ پیش کریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر محرک خود موجود نہیں اگر انہوں نے تحریری طور پر لکھ کر دیا ہے تو وہ کہاں ہے۔

مسٹر سعید احمد ہاشمی (مشیر) : جناب اسپیکر اگر اجازت ہو تو میں وضاحت کروں؟

جناب چیئرمین : اجازت ہے۔

مسٹر سعید احمد ہاشمی : جناب اسپیکر یہ مجلس قائمہ ہم نہیں بنا سکے تھے اس قت ایک سلیکٹ کمیٹی بنائی گئی تھی۔ اور اسپیکر نے اس وقت یہ اپنی رولنگ دی تھی کہ جب یہ مجلس قائمہ قائم ہو جائے اس وقت سلیکٹ کمیٹی کا وجود نہیں رہے گا اور سلیکٹ کمیٹی کے چیئرمین اس کے چیئرمین ہوں گے اب پچھلے دنوں جام محمد یوسف صاحب اس کے چیئرمین بن گئے ہیں اس لئے اس ابہام کو دور کرنے کے لئے یہ تحریک لائی گئی ہے اور اس میں کچھ نہیں۔ صرف اسمبلی کی کارروائی کو درست کرنے کے لئے۔

جناب چیئرمین : مسٹر اکرم بلوچ صاحب۔

میر محمد اکرم بلوچ (وزیر) : جناب اسپیکر آپ کی اجازت سے میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر180 کے تحت یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ صوبائی اسمبلی کے اجلاس منعقدہ 30 جنوری 1994ء میں بلوچستان سرکاری اراضی کی غیرقانونی الاٹمنٹ کی منسوخی کا مسودہ قانون 1994ء (مسودہ قانون نمبر1 مصدرہ 1994ء) اس وقت ایوان میں پیش کیا گیا تھا جب بلوچستان صوبائی اسمبلی کی مجلس قائمہ برائے مال خزانہ و ترقی کی باقاعدہ تشکیل نہیں کی گئی تھی۔ مذکورہ اجلاس میں جناب سعید احمد ہاشمی صوبائی وزیر نے تجویز پیش کی تھی کہ قاعدہ نمبر89 (2) الف کے تحت ایک سلیکٹ کمیٹی تشکیل دی جائے جو مذکورہ مسودہ قانون پر غور و خوص کے بعد اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرے لہٰذا اس کے اگلے روز یعنی مورخہ یکم فروری 1994ء کے اجلاس میں جناب سعید احمد ہاشمی نے سلیکٹ کمیٹی کے تشکیل کی باقاعدہ طور پر درج ذیل اراکین کے نام پیش کئے۔

(1) جناب جام محمد یوسف (2) جناب جعفرخان مندوخیل (3) جناب عبدالحمید خان اچکزئی (4) جناب محمد صادق عمرانی (5) سردار محمد اختر مینگل جس پر فیصلہ صادر کرتے ہوئے جناب اسپیکر نے فرمایا اسمبلی کے رول نمبر154 کے تحت سلیکٹ کمیٹی کا چیئرمین متعلقہ مجلس قائمہ کا چیئرمین ہوتا ہے تو چونکہ اس بل کے سلسلے میں مجلس قائمہ برائے مال خزانہ و ترقی کا چیئرمین موجود نہیں ہے۔ اس لئے سلیکٹ کمیٹی کام نہیں کرسکتی لہٰذا اس بل کو مذکورہ اسٹینڈنگ کمیٹی کی تشکیل تک موخر کیا جاتا ہے۔

اب جناب اسپیکر کے فیصلہ کی روشنی میں ریکارڈ کی درستگی اور حسب ضابطہ کارروائی نیز ابہام ختم کرنے کی خاطر یہ معزز ایوان بلوچستان سرکاری اراضی کی غیر قانونی الاٹمنٹ کی منسوخی کے مسودہ قانون مصدرہ 1994ء (مسودہ قانون نمبر1 مصدرہ 1994ء) کو باقاعدہ طور پر مجلس قائمہ برائے مال خزانہ و ترقی کے سپرد کرنے کی اجازت

دے تاکہ مسودہ قانون ہذا پر غور و خوص کے بعد ایوان میں رپورٹ پیش کی جاسکے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : تحریک پیش ہوئی اب سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : اب جناب میر عبدالنبی جمالی چیئرمین برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

میر عبدالنبی جمالی (وزیر) : جناب اسپیکر میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش ہوئی۔

جناب چیئرمین : اب قانون سازی کا وقفہ ہے وزیر متعلقہ اپنی تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر تعلیم) : وزیر صاحب موجود نہیں اسپیکر صاحب مجھے کہا گیا ہے کہ میں اس کو پیش کروں آپ کی اجازت سے؟

مسٹر ظہور حسین خان کھوسہ : متعلقہ وزیر کون ہے جو اس کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔؟

وزیر تعلیم : اس کو چیف منسٹر صاحب کو پیش کرنا تھا چیف منسٹر صاجب خود گیا ہے اور اس نے مجھے اتھورائز کیا ہے مجھے کہ آپ اس کو پیش کریں۔

جناب چیئرمین : وزیر ریونیو صاحب نہیں ہے کیونکہ چیف منسٹر صاحب وزیر ریونیو ہے انہوں نے ان کو اختیار دیا ہے کہ وہ پیش کریں۔

ظہور حسین خان کھوسہ : کیا زبانی یا تحریری طور پر؟

وزیر تعلیم : ان کو خود پیش کرنا تھا وہ Important meetifig کے سلسلے میں کل گئے ہیں لہٰذا مجھے کہا کہ آپ اس کو پیش کریں۔

ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر! یہ ایک امپارلیمنٹل ہے تو اس کا ہونا چاہئے تھا۔

وزیر تعلیم : اس پر ڈیٹیل کل ہوگا یہ تو صرف پیش کر رہا ہوں میں اس پر اگر کل آپ کا اختلافات ہیں۔

مسٹر ظہور حسین خان کھوسہ : پوائنٹ آف آرڈر جناب قانون اگر اس کی اجازت دیں تو پھر پیش کر سکتا ہے جبکہ تحریری طور پر ان کے پاس اجازت نامہ ہے نہیں تو وہ کیسے پیش کر سکتا ہے۔

حاجی محمد شاہ مردانزئی (وزیر) : پوائنٹ آف آرڈز جناب اسپیکر اس میں کیا فرق ہے کہ وہ وزیر پیش کرے یا یہ وزیر پیش کرے یہ ذرا بتا دیں کہ اس وزیر کے پیش کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین : مردانزئی صاحب تشریف رکھیں آئین کے تحت ایک وزیر دوسرے وزیر کے سلسلے میں قرارداد وغیرہ پیش کر سکتا ہے لہٰذا اجازت ہے۔

وزیر تعلیم : جناب اسپیکر صاحب آپ کی اجازت سے میں زرعی آمدنی ٹیکس کا مسودہ قانون مصدرہ 1996ء پیش کرتا ہوں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : مسودہ قانون پیش ہوا اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر تعلیم : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ زرعی آمدنی ٹیکس مسعودہ قانون مصدرہ 1996ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ 74 کے مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب چیئرمین : تحریک یہ ہے کہ بلوچستان زرعی آمدنی ٹیکس مسعودہ قانون

مصدرہ 1996ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974 کے قاعد نمبر 74 کے مقتضیات سے مستثنٰی قرار دیا جائے۔

جناب چیئرمین : سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ظہور حسین خان کھوسہ : پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر صاحب اس کے لئے پہلے تین دن کا نوٹس دیتا ہے اس کے بعد بحث کے لئے رکھا جاتا ہے اس کے لئے تو کوئی بحث ہی نہیں رکھا گیا اور یہ منظور ہوا ہے کس قانون کے تحت ...... (شور)

جناب چیئرمین : اس پر بحث کل ہے آپ کل بحث میں حصہ لیں۔

ظہور حسین خان کھوسہ : تو پہلے بحث ہو اس کے بعد منظوری ہو اسپیکر صاحب یہ تو منظوری ہو رہی ہے ...... (شور)

وزیر تعلیم : میں نے اس کو پیش کیا ہے ظہور صاحب آپ سینئر پارلیمنٹرین ہیں یہ ہم بل کو پاس نہیں کر رہے ہیں آپ کل اس پر بات کرسکتے ہیں یہ ایڈمٹ ہو رہا ہے صرف آج کل آپ اس پر بے شک بولیں۔

ظہور حسین خان کھوسہ : اسپیکر صاحب نے اس بات کو دہرایا کہ منظور کے لئے پیش ہے۔

جناب چیئرمین : پیش کرنے کے لئے منظوری ہوگا یا نہیں ہوگا۔

وزیر تعلیم : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ قاعدہ نمبر225 کے تحت بلوچستان زرعی آمدنی ٹیکس کے مسودہ قانون مصدرہ 1996ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قاعدہ نمبر 85(2) کے مقتضیات سے مستثنٰی قرار دیا جائے۔

جناب چیئرمین : تحریک یہ ہے کہ قاعدہ نمبر225 کے تحت بلوچستان کے زرعی آمدن ٹیکس کے مسودہ قانون مصدرہ 1996ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قاعدہ نمبر85

(2) کے مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب چیئرمین : سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر صاحب یہ ہماری صوبائی حکومت مرکزی حکومت کی خدمت میں پیش پیش ہیں اب تک پنجاب کی صوبائی حکومت نے اس بل کو واپس کر دیا ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ یکم فروری 1996 بوقت گیارہ بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس سوا بارہ بجے (دوپہر) مورخہ یکم فروری 1996ء صبح گیارہ بجے تک کے لئے ملتوی ہوگیا۔